انه لقول فصل وما هو بالهزل

مرزا غلام غلیظ صاحب جوش کے مرثیہ پر سرسری اعتراضات مسمّی بہ

تحفۂ جوش

مؤلفہ جناب سید ضمیر الحسن صاحب عرف میر علی نقی تخلص سدرہ تلمیذ جناب سید اصغر حسین صاحب قبلہ تخلص ناجی

در مطبع مرغوب دکن واقع بازار چتہ طبع شد

غلام علی صاحب جوش کے مرثیے پر اعتراضات

اس مرثیے مین اپنے خواب کا حال نظم کیا ہے جسکا خلاصہ یہہ ہے کہ ایک بڑے پکّے دیندار نے خواب مین جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے بیان کے حوالے سے انکی خوش اعتقادی اور محب آل رسول ہونیکی نسبت زبانی سرٹیفکٹ عنایت کیا

اسکا مطلع یہہ ہے

اے شاہد مشاہدہ رویا مین رو دکھا ۔

بند ۱ - مصرع ۱

اس مصرع مین مشاہدہ استعارۃً شاہد بنایا گیا ہے اور اوسکو مخاطب کرکے رویا مین رو دکھانیکی درخواست کی گئی ہے ۔
واضح ہو کہ مشاہدہ ایک انسانی قوت کا نام ہے جس سے کوئی شے مادّی یا اوسکی کیفیت نظر کے ذریعہ سے معلوم کیجاتی ہے اوس سے صرف وہی شخص کام لے سکتا ہے جسکی وہ قوت ہے یعنے صاحب مشاہدہ ۔ پس مشاہدہ صاحب مشاہدہ سے علیحدہ ہوکر پھر اوسکو کسطور منہہ دکھائیگا اور وہ کونسی قوت ہے جو مشاہدہ کو دیکھیگی ۔ لہذا یہ مطلع بے معنے ہے ۔

بند ۱ - مصرع ۴

گیسو نے قوت بخش روان مشکبو دکھا ۔ جس سے دماغ جہل سے ٹپکے لہو دکھا ۔
گیسو کی خبر تیسرے مصرع کی ردیف مین نکل چکی پھر چوتھے مصرع کی ردیف بیکار ہے یعنے تیسرے مصرع مین کہا جا چکا کہ "گیسو دکھا" اور چوتھے مصرع مین اوسی گیسوے مشکبو کی اسقدر تعریف بڑہا دیگئی ہے کہ جس سے دماغ جہل سے لہو ٹپکے" پس اسکے ردیف یعنے لفظ "دکھا" فضول ہے ۔

بند ۲ - مصرع ۵

ہر موج تر سے آبروے کا ضمانت ہو ۔

موج کو تر کہنا وصف اضافی اور تحصیل حاصل ہے کیونکہ موج نہ کبھی خشک سنی گئی نہ دیکھی گئی شاید مدراس کے ساحل پر ہی نظر آتی ہوگی ۔

بند ۵ مصرع ۳

سینے میں ہووے نقش وہ نقشا دکھا مجھے ۔

یہہ بالکل سرقہ ہے ۔ جناب میر انیس صاحب نے فرمایا ہے کہ "ہوجائے دل پہ نقش وہ نقشا دکھا مجھے" ۔ ناظرین دونوں مصرعونکو مقابلہ کی نظر سے دیکھیں ۔ اوپر کا مصرع باوجود مسروقہ ہونے کے کسقدر سست اور ڈھیلا ہے ۔ دوسرے مصرع میں بجاے "سینے کے "دل" اور ہووے کے عوض میں "ہوجاے" کسقدر موثر الفاظ میں اور مصرع کو کسقدر تیز بنادیا ہے ۔ سرقہ کرنے پر بہی مصرع چست نہو تو اہل نظر سمجھ سکتے ہیں کہ یہہ کس درجے کا عجز ہے ۔

بند ۵ مصرع ۵ و ۶

"عرفان آئے دام میں ایسی مدام لا اثبات ہوا مت حق اور تمام لا"

عرفان اور دام میں آ نا گیا معنے ۔ افسوس آمدو ہی رہگئی کہ ثبات بغیر دام کے سنی جاے ۔ کمبخت عرفان ہی کا ہیکار رہا جو دام میں آگیا اگر ایسا ہی دام بڑھ گیا ہے تو صاف کیون نہ کہدیا کہ ۔ ع الغرض آئے دام میں ایسی مدام لا ۔ دوسرے مصرع کی ردیف (لا) بمعنے عدم ہوگی ۔ سبحان اللہ یہہ مصرع اہل مذاق کے فیصلہ پر چھوڑ دیا جاتا ہے ۔

بند ۵ مصرع ۱۲

اونکی ولا سے خلق کو ہے آرزو ملی ۔ انکو طبع طبع کو ہے تلخو ملی ۔
شبہہ کو زبان زبان کو ہے گفتگو ملی ۔ گلشن کو نخل نخل کو گل گل کو بو ملی ۔
اس باغ کی نسیم ہوا خواہ جب ہوئی ۔ پیدا یہہ گل کہلانے کی تاثیر تب ہوئی ۔

ٹیپ کے پہلے مصرع میں جس باغ کا ذکر کیا گیا ہے نہیں معلوم ہوا کہ یہہ کونسا باغ ہے اسلئے چارون مصرع نقل کردیے گئے ہیں ۔

البتہ اس بند کے پہلے ایک مصرع یہہ لکہا ہے کہ "ہم عاصیون کو بس گلستان نجات کا" اگر یون جواب دیا جائے کہ یہی باغ یعنے گلستان نجات مراد ہے تو بہی ہم کبہی نہ مانینگے ۔ اسلئے کہ گلستان نجات کے بعد بند مرقومہ بالا معترض فیہ کے چوتہے مصرع میں پہر ایک باغ کا ذکر آچکا ہے کہ "گلشن کو نخل نخل کو گل گل کو بو ملی" پس ٹیپ میں جس باغ کیطرف اشارہ ہے اوس سے عام قاعدہ کے بموجب وہی

باغ مراد لیا جائیگا جسکا ذکر گرہ کے مصرع مین ہے لہذا مطلب خبط ہوگیا یعنے ہر ایک گلشن کی ہواخواہی سے نسیم مین گل کہلانے کی تاثیر پیدا ہوئی مگر کوئی لطف نہین نکلا — یہہ ایک ایسی موٹی بات ہے کہ جانورون تک کو بہی اسکی تمیز ہوگی اور خر گوش و سیہ گوش بہی اس سے واقف ہون گے —

"کیونکر نہو عبور ہمارا صراط سے۔ دیکہین گے شیہ لطف و کرم بوتراب کے مالک ہین روز حشر حساب و کتاب کے"—

چوتہے مصرع سے شیپ مغایرت رکہتی ہے۔ صراط سے عبور پانیکی وجہہ وجیہہ نہین ہے۔ حساب و کتاب کا مالک ہونا مستلزم اس امر کا نہین ہے صراط سے عبور کراد یا جائے بلکہ اس چوتہے مصرع کے لئے کہ۔ ع کیونکر نہو عبور ہمارا صراط سے یہہ بیت ہونی چاہیئے تہی کہ سے ہم ہین ازل سے بندہ احسان بوتراب — تہامے رہین گے ہاتہہ مین دامان بوتراب —

فرط گناہ سے جو سیہ ہو گئے قلوب — کیا خوف شمع مہر علی دل لے ہے خوب — یہہ دونون مصرع بے تکے ہین۔ فرط گناہ سے جو دل سیہ ہوگئے — تو شمع کا خوف نہ ہونا کیا معنے۔ دل کی سیاہی سے محض شمع کو کیا علاقہ ہے اس مین بہت غور کیگئی مگر سوا اسکے کوئی مطلب خیال مین نہ آیا کہ قایل نے نظم کرتے وقت جس مضمون کو باندہنا چاہا تہا وہ عجز کے سبب بند نہ سکا — ارادہ غالبا اسی مضمون کے باندہنے کا ہوگا کہ جب فرط گناہ سے قلوب سیہ ہوگئے اور جب سیہ قلبی ہی کی حالت مین موت آگئی اور جب قبر مین رکہے گئے اور جب سیہ قلبی کے باعث قبر بہی تاریک ہوگئی اور جب شمع کی ضرورت پڑی اور جب شمع نہ ملی تو فرماتے ہین کہ کیا خوف شمع مہر علے و لے ہے خوب — ای صل علی یہہ تمام ما اتب دو ہی مصرعون مین طے ہوگئے کیا یہ مضمون کلام ہے المعنے فی بطن الشاعر (وغیرہم) اسپر بہی خوف شمع کے عوض یون کہنا چاہئے تہا کہ ع کیا احتیاج شمع کہ مہر علی ہے خوب —

۲۶ - ۲ و ۳ | ورد کرتے تھے ذکر شاہ ولایت حسین خان - برجیس آسمان صفائی رطب لسان

اس ایک مصرع میں دو غلطیاں واقع ہوگئی ہیں - پہلے تو یہ کہئے کہ رطب لسان کے معنے کیا ہیں اور یہ کونسا مرزبانی لغت ہے شاید رطب اللسان کا مخفف بنا لیا گیا ہے - رَطْبُ اللسان بفتح اول وسکون ثانی بمعنے تر زبان - اور رُطَب بضم اول وفتح ثانی بمعنے خرمائے تر - پس رطب لسان کس قسم کی تعریف ہے - شاید خانصاحب نے لئے خاص تعریفی لفظ ایجاد کی ہے -

اسکے علاوہ اس بند میں خانصاحب موصوف کے بہت تعریف کی ہے کہ خوش لہجہ خوش طلاقت وخوش نطق وخوش بیان وغیرہ - گویا انہیں دانست میں اچھا استاد کا حق ادا کر دیا ہے -

اور برجیس آسمان صفائی ہی نئی بھی ہے - عینہ مذکر کو عین مونث سے مثال دینا کبھی ستایش کی حد تک نہیں پہنچ سکتا - پس خانصاحب موصوف کو مشتری کہدینا تعریف نہیں بلکہ . . . ہے -

میرے دانست میں کوئی کوتہ اندیش ایسا نہ ہوگا جو اس اعتراض سے یہ خیال کرتا ہو کہ اس میں خانصاحب کے تخلص کی نسبت بھی در پردہ کسی قسم کی طعن ہے - تخلص ایک قسم کا نام ہے اور نام کے لئے معنے ہونا لازمی نہیں ہے اگر کسنے اپنا تخلص برجیس رکھا تو جایز ہے اور کسینے کسی کو مشتری کہدیا تو قبیح ہے -

بند وغیرہ ۲ | یہانسے معاملہ شروع ہوا ہے جو باعث تنظیم مرثیہ ہے - تمام جھگڑے کا خلاصہ یہہ ہے کہ ذاکر (مولوی سید غلام حسین صاحب) نے خطبہ میں آل کے ساتھ اصحاب کو بھی شریک کیا

انکے اعتقاد میں نہایت ناجائز بات ہے کہ محمد وآل محمد کے ساتھ اصحاب کا ذکر کیا جائے گو اصحاب کیسے ہی دیندار پاک مسلمان نیک باوفا اور اطاعت گزار کیوں نہوں - اور اپنے بیان کے تائید میں یہہ باوقعت دیلیں پیش کی ہیں

حقا کہ پادشاہ کی اور گدا کی ہو		امت کی نبی کی امام ہدا کی
پیرو کی پیمبرون کے مقتدا کی		خاکسے کی ولمعہ نور خدا کی ؟
اصحاب کا مقام تو بالاے فرش ہے		اور آل کا وجود تجلی عرش ہے

میرے رائے مین بیچارہ بے گناہ ذاکر پر ناحق حملہ کیا گیا ہے جن دلایل سے
آل کے بعد اصحاب کے تذکرہ کو منع کیا ہے اگر اونہین دلایل پر نظر ثانی کیجاتی تو
کبھی ایسی مخالفت کرنیکا حوصلہ نہوتا - سُنئے یہہ بات طے ہو چکی ہے کہ اصحاب
جو اسوقت معرض بحث مین ہین وہ ہر طرحسے دیندار اور بیشک مطیع خدا اور رسول
اور مومن کامل ہین خود دیوان مین بیان ہوا ہے کہ ع "رب حق نے
اونکو مومن کامل نہین کیا" لہذا اونکا ایمان اور تکمیل ایمان ثابت ہے -
اب صحابہ جو کامل الایمان ہین اونکا ذکر انکے اعتقاد سے محمد و آل محمد کے ساتھہ
اسلئے ناجایز ٹھیرا کہ محمد و آل محمد کی فضیلت اصحاب سے بدرجہا زیادہ تر ہے اور
جنکا رتبہ کم و زیادہ یا بہت کم اور نہایت زیادہ ہے اون دونون کو مدح
مین شریک کرنا کیا ہے - ہمنے مانا - براہ کرم ذرا آگے چلئے بہت دور نہین
آل و اصحاب سے ایک ہی درجہ بڑھکر اللہ و محمد کی شرکت توصیف سے بحث کیجے -
کیا آپکے اعتقاد مین خدا اور رسول یکسان ہین ؟ جو منزلت خدا کی ہے وہی
رسول خدا کی ہے ؟ کیا اللہ و محمد مین شاہ و گدا کی تمیز نہین ہے کیا عبد و معبود
اور مالک و مملوک اور مطیع اور مطاع اور خالق و مخلوق کا فرق نہین ہے ؟
اگر ہے (اور ضرور ہے) تو پھر یہان باواز بلند ع حقا کہ پادشاہ کی اور گدا
کی - پڑھکر اللہ و محمد کی تعریف یکجا ہے کو کیون منع نہین کرتے -

صرف یہی بات نہین ہے کہ جس قسم کا فرق آل و اصحاب مین ہے اوسی قسم کا فرق
بہت کچھ زیادہ ہوکر خدا اور رسول مین موجود ہے بلکہ اوسکے علاوہ خدا اور رسول
وہ وہ فرق ہین جو آل و اصحاب مین آنہین سکتے اور جنکو معمولی درجہ کا
مسلمان بغیر سمجھائے بخوبی سمجھ سکتا ہے -

اس اعتراض سے ناظرین نے یہی دو پائنٹ مستنبط کئے ہونگے کہ ۱ یا تو غلام علی صاحب
حضرت نظرا اور چھوٹی خیال کے آدمی ہین کہ ذراسی بلند بات ہی نہین سوجھتی

گئے یا محبان اہلبیت کے دل مین جگہ پیدا کرنے کے لئے بغرض حصول منفعت
اِس اعتقاد کو ایک ذریعہ آمدنی مقرر کیا ہے - اصحاب کا مقام تو بالائے
فرش ہے - اور آل کا وجود تجلے عرش ہے - اے سبحان اللہ بمقابلہ مقام کے
وجود کے لفظ کی داد دیتا ہون -

شبد مصرع ۲۳-۲۳ و ۲۴ و ۲۴ ساتھ آل کے ہو کیون صفت اصحاب کی بہلا - گو صحبت رسول
سے اونکو شرف ملا کیا رجس سے بہی پاک ہو گئے ہین وہ باوفا ئے -

حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ کے اصحاب پاک کی نسبت جنکا کامل الایمان
ہونا مان لیا گیا ہے ایسی حقارت سے خاطی اور رجس کے الفاظ برتنا اور
اون کے شرف کو سہل ٹالی ظاہر کرتا ہے کہ اُنہین پاک اصحاب سے خاص
قسم کا دلی بغض ہے اور ہمیشہ صحابہ پاک کی غیبت کا ارتکاب کیا کرتے ہین
غیبت کا گناہ جو ہے وہ اِس حدیث الغیبت اشد من الزنا سے ظاہر ہے -
اور یہہ مسئلہ شریعت مصطفوی مین ایسا نازک ہے کہ اگر کسی شخص کا نام کسی ظاہری
عیب کے ساتھہ بہی لیا جائے اور وہ ظاہری عیب فی الواقع اوس مین موجود بہی
ہو تو بہی غیبت ہے پس آنحضرت کے اصحاب پاک مثل مقداد و عمار و ابا ذر غفاری
وغیرہ رضوان اللہ علیہم کی تحقیر کی نیت سے یہہ کہنا کہ وہ بالارادہ خطا کرتے ہین
اور بالکل گناہگار اور پلید ہین بہت بڑی غیبت اور معصیت ہے -

قطع نظر اسکے سہ خاکساران جہان را بحقارت منگر - تو چہ دانی کہ درین گرد
سوارے باشد - سلمان فارسی جنکی شان مین حضرت رسول الثقلین صلعم
نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر امامت علی کی اولاد پر ختم ہوتی تو سلمان امام ہوتا
اب کہئے یہہ کسقدر مشکل مقام ہے کہ سلمان کو بہی معصوم سمجھنا لازم آتا ہے -
ہرچند ہمارے مذہب مین سوائے چودہ کے اور کوئی معصوم نہین کہا جاسکتا
مگر غیر معصوم امام بہی نہین بن سکتا -

اگر سلمان کو معصوم مانین تو پندرہوان معصوم غیر ممکن اگر غیر معصوم شمار
کرین تو اونہین امام بننے کی قابلیت نہین رہتی اور جسمین امامت کی صلاحیت
نہو اوسکو حضرت نے امامت کے قابل کسطرح تصور فرمایا -

پہر اوس ایک جگہ ارشاد فرمایا ہے کہ سلمان میری اہلبیت سے ہے حالانکہ سلمان
ہرگز فی نفسہ اہلبیت سے نہیں ہیں بلکہ اصحاب سے ہیں مگر ایسے باخدا اور دیندار
ہین جنکی فضیلت کے لحاظ سے یہ ارشاد ہوا ۔
اس صورت مین سلمان فارسی کو جو صحابہ سے ہین برا کہنا اہلبیت اطہار کو
برا کہنے کی حد تک پہنچ سکتا ہے ۔
کہان مین عاشقان اہلبیت اور معتقدان جوش دیکھ لین ایسی تحقیق بہی دینداری
بہی دلوہ یہی جوش تھا جسنے اپ لوگون کے دل مین ہمدردی پیدا کر دی تہی
سچ یہ ہے کہ ناوان تو نہین کہہ سکتا مگر اتنا ضرور کہونگا کہ اہل حیدرآباد ابتک
بے محل نیک نیتی سے باز نہین آئے ۔ ہرچند پرانے خیال کے لوگ اس فقرہ کو
دیکھکر اور اپنے خیال کے موجب مجھے کمسن تصور کر کے یہی کہین گے کہ ایسے
معاملات مین رائے دینا جہاندیدہ اور باران رسیدہ شخص کا کام ہے مگر مین
اپنے ذاتی تجربہ کے لحاظ سے ہمیشہ یہی کہونگا کہ ع بد نفس مباش بدگمان باش
۳۳ بند اوسکے اونکو حقنے مومن کامل نہین کیا ۔ پہر مدح آل مین انہین شامل نہین کیا
دعوے اس امر کا ہے کہ آل کے ساتھ اصحاب کی تعریف نہ کرنی چاہئے چنانچہ
لکہا ہے کہ سہ مدح صحابہ آل کے ہمراہ جبکہ کی ۔ پیدا ہوئی کشید دل بغض مین رہی
مین نے اٹہائیسوین بند کے اعتراض مین جہان خدا و محمد کی تعریف سے بحث کی ہے
عقلی نقلی طور سے ثابت کر دیا ہے کہ آل و اصحاب کی ثنا یکجا کرنے مین کوئی ضرر نہین
لہذا اب پہر اوس بحث کی ضرورت نہتی مگر اس مقام پر ایک شق اور نکالی گئی ہے
کہ قرآن سے بتلاؤ کہ خدا نے بہی آل کے ساتھ اصحاب کی مدح کی ہے یا نہین ۔
مین اوسکو بالکل کم بحثی اور تہکا ہوا جواب سمجہتا ہون ۔
اور یہ ایک سمجہ کی غلطی اور عقل کا نقصان ہے جس بات کا قرآن مجید مین ذکر
نہو اوسپر عمل کرنا ہرگز بیجا یا گناہ نہین ہے مگر جس فعل کی ممانعت ہے اللہ اوسکو اوسکا ارتکاب
مین اور جس فعل کا حکم ہو اوسکے ترک مین مواخذہ لازم آئیگا لیکن اوس امر کے
کرنے مین جسکے لئے نہ حکم ہو نہ ممانعت کوئی قباحت نہین ہے
اگر کوئی اس فعل کو لیجئے آل و اصحاب کی ثنا یکجائی کو برا جانتا ہے تو اوسپر

واجب ہی کہ قرآن سے اوسکی بُرائی کا ثبوت پیش کرے یعنے قرآن مین یہہ صراحت بتلاے کہ آل و اصحاب کی مدح ایک جگہہ نہ کیا کرو - ورنہ ہرگز اوسکا اعتراض قابل اعتبار نہین ہے -

بایں ہمہ راقم رکید ینے کو جی چاہتا ہے کہ ایسے شخص پر کیا اعتراض کرین جو معمولی سمجھہ بھی نہ رکھتا ہو مگر دوستون کے اصرار سے مجبور ہون - یہہ تو وہی حال ہی کہ :-

لطیفہ - راستے مین دو شخصون کے ملاقات ہوئی سلام علیک کے بعد ایک نے دوسرے سے پوچھا کہ "آپکا نام کیا ہی" -

اوسنے جواب دیا کہ "غلام سے علے" -

پوچھا کہ مذہب کیا ہے کہا "مسلمان" -

پوچھا کہ کس کتاب پر عمل ہے - کہا قرآن پر -

اوسنے کہا کہ مین نے قران مین کہین نہین دیکھا کہ خدا نے ایسے دو لفظ جمع کئے ہون جیسا کہ تمہارا نام ہی یعنے غلام سے علے پس معلوم ہوا کہ تمہارا عمل قرآن پر نہین ہے اور تم مسلمان نہین ہو کیونکہ تمہارا نام خلاف قران ہے -

خیر اب نقلی تمثیلات سے بھی خاص آل و اصحاب کا ذکر اور تعریف ایک جگہہ بتلا دیتا ہون جو شہادت دستاویز کا اثر رکھے گی -

دلایل نقلی

امام حسن عسکری علیہ السلام کی تفسیر مین مرقوم ہے کہ ان رجلا ممن یبغض آل محمد و اصحابه او واحد منهم یعذبه الله عذابا لو قسم علی مثل ما خلق الله لاهلکهم اجمعین - کیون حضرت اتبو آپ کے دل بغض مین بہت ہی بری پیدا ہو گئی ہو گی کہ خود امام علیہ السلام نے آل و اصحاب کو تعریف مین ملا کر آپکے دعوے کو بے نبیاد ٹھہرا دیا - اگر یہہ دلیل بھی مسکت دعوے نہین ہے اور قرآن ہی سے ثبوت درکار ہے تو مین خاص خدا کے زبان سے ہی ثابت کر دیتا ہون سنو خدا نے فرمایا ہے کہ :-

محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم تراهم رکعا سجدا یبتغون فضلا من الله و رضوانا سیماهم فی وجوههم من

اثر السجود ذلک مثلہم فی التورٰۃ و مثلہم فی الانجیل الخ۔

محمد اللہ کا رسول ہے اور جو لوگ اسکے ساتھ ہین یعنے اصحاب کافرون پر سخت اور آپس مین رحمدل ہین الخ۔ میری پوری مراد بر آگئی الحمد خدا نے اسکا جواب مجھکو ان الفاظ مین دکھایا کہ شیعہ کا لفظ خدا نے آل کے لئے کہا ہے اسمین اصحاب داخل نہیں ہین یہ آیت شمل اور معمولی آیتون کے نہین ہے بلکہ ایک طرح کا اختصاص رکھتی ہے قرآن بھر مین اس سمیت دو ہی آیتین ہین جنمین سالم حروف تہجی داخل ہین پس جو دعوے تھا وہ ایسی معتبر تفسیر اور قرآن کی ایسی باعظمت آیت سے رد کیا گیا۔

خود امام علیہ السلام کو آل و اصحاب کی ثنا ئے یکجائی سے اغماض نہین ہے اور خدا کو تو خود محمد اور اصحاب کی تعریف کے اشتمال سے انکار نہین ہے جسمین آل محمد بخود شامل ہوگئی یہ تاویل کہ خدا نے محمد و اصحاب کی تعریف ایک آیت کی ہے مگر آل و اصحاب کی نہین کی ہرگز بجائے خود نہین ہے کیونکہ محمد و آل محمد کبھی علٰحدہ نہین ہین محمد کا ذکر عین آل کا ذکر ہے و آل کی تعریف خاص محمد کی تعریف۔ آل کا تعلق حضرت کے ساتھ اس قسم کا نہیں ہے کہ وہ کبھی آپ سے جدا ہو سکے یہ بحث کسی دلیل کی محتاج نہین ہے کیونکہ غلام علی صاحب بخوبی اسکے قایل ہین۔

ص۳ س۳ | گویا دہری ہے مہر خموشی زبان پر اس مطلب گو مہر لگی ہے کے الفاظ مین دیکھا اور مہر دہری ہے کی نظیر مطلوب ہے۔

ص۳ س۳ | فضل خدا سے ناطقہ طرار ہوگیا۔ طرار کے معنے تیز زبان ہین آدمی کی صفت طرار یعنے تیز زبان ہو سکتی ہے ناطقہ تیز زبان کسطرح ہو سکتا ہے کیونکہ صفت کے لئے ضرور ہے کہ موصوف کے زیر حکم ہو یا اوسکی تفصیل ہو یا جز ہو یا فعل ہو۔ زبان آدمی کا ایک جزو ہے اور تیزی ناطقہ کی تفصیل اور ناطقہ زبان کا فعل پس ان اعتبارات سے آدمی تیز زبان یعنے طرار کہا جا سکتا ہے اور ناطقہ فقط تیز ہو سکتا ہے کیونکہ ناطقہ صدر اور تیزی اوسکی ذیل ہے۔ لہذا تیزی ناطقہ کی صفت بن سکتی ہے مگر ناطقہ تیز زبان نہین ہو سکتا

اخرج شطئہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعجب الزراع لیغیظ بہم ... وعد اللہ الذین ... وعملوا الصلحت ... مغفرۃ واجرا عظیما

اسلئے کہ زبان ناطقہ کی تعریف اور تفصیل نہین ہے بلکہ ناطقہ زبان کا تابع اور اوسکا فعل ہے فلہذا ناطقہ تیز زبان یعنے طرّار نہین ہوسکتا۔

لطیفہ۔ جہانتک غور کیگئی یہی خیال مین آیا کہ غلام علیصاحب ایسے مہمل نہین ہین جو خاص کر اپنی تعریف مین ایسا مصرع کہین جسکا عین قافیہ بے معنے ہو ضرور ہے کہ اس مین کوئی نہ کوئی معنے رکھے ہون ایسی خیال سے لغات دیکھے گئے تو برہان اور خیابان مین دو معنے نظر آئے ایک چور دوسرے گرہ بر جسکو یہان عرف مین پوٹلی باز کہتے ہین بس کیا عجب ہے کہ یہی مقصود ہو آخرلے معنی سے با معنے مناسب ہی۔

بموجب مثل انگریزی "سَم تھنگ اِز بٹر دیان نہ تھنگ" وجود شے بہ از عدم شے یعنے نہونے سے کچھہ ہونا بہتر ہے۔

اب وہ حضرات انکے علم ولیاقت کا اندازہ کر سکتے ہین جو اپنی پیاری اولاد کو تربیت کے واسطے انکی سپرد کرکے اونکی بے بہا عمرون کے اعلے حصہ کو تلف کر رہے ہین افسوس ہے کہ سرکار عالی اپنی فیاض رعایا پروری اور دریا دلی سے پانچ لاکہ روپیہ سالانہ تعلیم کی بابت منظور کرے اور یہان یہہ حال ہے کہ لڑکون کو مدرسہ تک بھجوانا بھی بار ہے ۔ مگر ہان سچ یہہ ہے کہ جب ایک مرد موسن کا کام نکلتا ہے تو اتنی جانچ کون کرے ۔ کسیکو مختصر اللغات کے دو لفظ یاد دلادے کسیکو گلستان کی یا دو حکایت پڑہادی خواہ مخواہ معلم بن بیٹھے شاگردونکی بھرتی ہوتی چلی مفت کے منشی محرر نقل نویس ٹپہ رسان خدمتگار موجود ہین اگر کوئی اس طریق عمل پر اعتراض کرے تو حدیث موجود ہے کہ (من علمنی حرفاً فقد صیرنی عبداً) پس جو شاگرد کو مثل غلام کے نہ سمجہے اور غلامانہ خدمت نہ لے گویا وہ اس حدیث کا منکر ہے بدیہی ثبوت یہہ ہے کہ ابتک انکی مجلسونکے رقعے شاگردون کے لکہے ہوئے تقسیم ہوتے تہے اب جو تلامذہ کی تعداد کسی سبب سے کم ہوگئی ہے تو رقعون کے چہاپنے کا بار گوارا کرنا پڑا اور چہپے ہوئے تقسیم ہونے لگے ۔

۵۰ نہم | عشق علی بفر تو دلاے علی مناص ۔

سارق ہے سو مصرع تو درست ہین مگر آخر کا آدہا مصرع (و لاے علی مناص) اور یہ معنے بتلاتا ہے۔ مناص کے عرفی معنے بہاگنے ـ پلٹنے اور بہاگنے کے مقام کے ہین اور وہ یہان چسپان نہین ہوتے چونکہ انکا دار و مدار اکثر غیاث اللغات پر ہی ہے اور شاید غیاث کے سوا کوئی لغت انکی کتابخانہ مین ہے ہی نہین اسلئے غیاث مین دیکہا گیا اوسمین بحوالہ صراح و منتخب لفظ مناص کے سو معنے لکہے ہین گریختن۔ بازپس غمدن خویش را بازکشیدن گریزگاہ مگر یہان کوئی لفظ ٹہیک نہ اوترا۔ آخر پر مفر اور مناص کے تمام معنون پر خیال کرنے سے معلوم ہوا کہ دونون لفظونکے معنون مین غلطی واقع ہوئی ہے ـ مفر کے تین معنے ہین۔ بہاگنا وہ جگہ جہان سفر و رپناہ لے (یہی معنے ایسے مقام پر مستعمل ہوتے ہین) وہ راستہ جس راستہ سے آدمی بہاگ سکے یعنے یہی گریزگاہ ـ

پس اغلب یہی ہے کہ مفر اور مناص دونون سے یہان گریزگاہ مراد لیگئی ہے اور یہہ نادرست ہے کیونکہ مفسر شعرا نے اسم ظرف یعنی پناہ گاہ مراد لی ہو او۔ اسمین فضیلت نکلتی ہے جناب رسول خدا اور جناب امیر کی محبت گناہگار اور بے سہارا شخصون کے لئے پناہ گاہ ہے یا گریزگاہ ـ ہمنے ابتک نہین دیکہا کہ کسی مداح نے اپنے ممدوح کی محبت کو یا کسی متبرک مقام کو سوانے پناہگاہ کے گریزگاہ کہا ہو۔ البتہ راندہ درگاہ ایسے تعریف کرسکتا ہے ـ اگر یہہ کہا جائے کہ مفر سے پناہگاہ اور مناص سے مقام بازپس شدن مقصود ہے تو بہی یہ اعتراض ہے کہ بمقابلہ مفر کے مناص اسم ظرف نہین ہے اور نہ کسینے مقام بازپس شدن کے معنے مین لکہا ہے ـ غرض کسیکے پورے طور سے شاگرد نہ بننا اور بغیر اوستاد کے کتاب دیکہنا یہی قباحت رکہتا ہے ـ اکثر کم علمون کا یہی طریقہ ہے کہ لغات کے ذریعہ سے اپنی استعداد بڑہانا چاہتے ہین جسکا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ الفاظ اور معنے تو یاد ہوجاتے ہین مگر اون کے طریق استعمال نہین معلوم ہوتا آخر یہی حال ہوجاتا ہے جیساکہ ناظرین نے ابہی ملاحظہ کیا ـ مگر یہہ کیا بات ہے کہ لفظون کی غلطی مین بہی کسی نہ کسی قسم کا اعتقادی فرق نکلا چلا آتا ہے ـ

۵۱ ـ ۴ | "عالی منش بلند مکان آسمان اساس ذی نور وضیا مین مہر امامت سر اقتباس

برسون امام پاک کے بیٹھا ہوا تھا پاس تو بیفکر تھا جانے عقبے سے بیہراس تھی
یہانتک تو درست ہے۔ مگر اس ٹیپ نے معاملہ بگاڑ دیا کہ :-
"دنیدار وصاف باطن و نیک اعتقاد تھا۔ صفوان مثل تھا کہ ابوذر غفاد تہا۔"
اس ٹیپ کے دیکھنے سے یہہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا صفوان و ابوذر عقبے سے
بیہراس تھے جنکے ساتھ مثال دیگئی ہے ٹیپ کے استدلال نے چوتھے
مصرع کو خراب کر دیا ہے۔ یہہ لوگ خدا سے کانپنے والے اور عاقبت کے ذکر
سے لرزنے والے اور دوزخ کے نام سے تھرانے والے تھے۔ اگر صرف امام
کی محبت کو بیہراس ہونے کی وجہہ گردانتے تو محل گفتگو نہوتا۔ ان بزرگوار و نکے
ساتھ تشبیہ دینا یہی تبلاتا ہے کہ مشبہ بہ کے مدارج ایمانے کا ظاہر کرنا مقصود
ہے۔ پس ایمان جسقدر بڑہتا جائیگا اوسیقدر عقبے کا ہراس بھی زیادہ ہوتا
جائیگا اور اپنے اعمال ناچیز اور حقیر معلوم ہوتے جائینگے۔ ڈاڑھی
کا نہ منڈ ہوانا یا کترواں رکھنا یا تسبیح کا ہاتھ سے جدا نکرنا یا پیشانیکو گھٹا دار
بنالینا عقبے سے بیہراس ہونیکیلئے کافی نہین ہوسکتا۔
جو شخص کسی دین کا پابند نہو یا ایسا مذہب رکھتا ہو کہ اوس مذہب مین عاقبت
کوئی چیز نہین ہے یا وہ صرف اپنے اعتقاد سے عاقبت یا عقاب کو نہ مانتا ہو
بیشک عقبے سے بیہراس ہوسکتا ہے۔
دین اور دنیا سے بیفکر رہنا مجنونانہ صفت ہے اور اس جنون کے الزام کو
سوائے محبت کے اور کوئی چیز نہین اوٹھا سکتی۔

۵۲ - "دین رسول پاک کے ازبر تھے مسئلے - طے سیکڑون کئے ہوے ایمانکے
مرحلے جو کیا اوسکے سامنے کسی عالم کا بس چلے جو دلمین مگر ولائے علی کے تھے ولولے
مرآة قلب زنگ کدورت سے دور تھا جو لحظہ بلحظہ جلوہ حق کا ظہور تھا۔"
اس بند مین بھی سرقہ کے مصالح موجود ہین - جناب میر وحید صاحب نے
ایک مقام پر ایک زاہد لڑکی کی تعریف مین فرمایا ہے کہ :-
"وہ جنکا روبار خیر تھے اور مشغلے جو دل مین ولی حق کی ولایت کے ولولے
سب بر زبان شریعت غرا کے مسئلے جو کیا ذکر تھا کہ وقت فضیلت کبھی ٹلے جو

سجدوں میں طول اور ہر ایک بات قصر تھی۔ صوم و صلواۃ و زہد میں یکتا۔ مصرع "پہلا مصرع تیسرے مصرع سے اور چوتھا مصرع دوسرے مصرع سے لیا گیا ہے۔
چوتھے مصرع میں لفظ مگر بیکار ہے اور گرہ کے مصرع سے ٹیپ کو وہ چسپیدگی نہیں جو جناب میر صاحب کے بند میں ہو۔

آخر مرثیہ کہنا کچھ فرض نہیں ہے جو اسقدر کوشش کیجاتی ہے کہ کہیں سے مضمون لیا کہیں سے مضمون دبا لیا کسی لغت سے لفظ یا ذکر لیا کسی کسیکو سنا دیا کسی سے مخفی اصلاح لے لی اور پھر شاگرد نہ کہلائے۔
سنا جاتا ہے کہ آپ اپنی جگہہ اس بات پر خوش ہیں کہ میں اپنا کام نکال لیتا ہوں اور پھر کسیکا شاگرد نہیں کہلاتا۔ جی۔ بجا۔ خطا معاف لکھنؤ کی خاک نہیں ہے کہ مدراس کی مٹی دھوکا دیکر۔ برسوں اندھا بنا رکھے گی ظاہری درست۔ دیکھو کہ دھوکا دیا کسنے اور کھایا کسنے۔ دیکھا چاہیے کہ سے کون کسکو استاد قرار دیتا ہے اور کون کسکا شاگرد بنتا ہے ؎ ہر کسے بقدر ہمت اوست۔

۹۵-۵ وو واللہ اسمیں شبہ نہیں ریب کچھ نہیں۔ صادق بیانیوں میں بھی عیب کچھ نہیں" صادق بیانی کیا چیز۔ لفظ تو صدق بیانی ہے صادق کے معنی خود سچ بیان کرنے والے کے ہیں۔ پھر "تیری صادق بیانی" کیا تعجب ہے کہ طبیعہ غلطی بھی ایسے مقام پر ہوئی ہے جہاں اپنی صداقت شعاری کا ذکر کیا ہے۔

۶۲-۳ "ہمرنگ بامداد ضیا سے تھی شام نور" صرف مضمون اور قافیہ کے خاطر واقعہ کو غلط کر دیا ہے۔ واقعات یہ ہیں کہ مجلس صبح کو تھی جو گیارہ بارہ بجے ختم ہو چکی ہوگی وہاں سے حضرت آئے تو گھر بیٹھے کھانا تو مجلس ہی میں نوش جان فرما چکے تھے۔ گھر میں آتے ہی دلیے مباحثہ ہوا جو ۹ بندوں میں منظوم ہے۔ اسکے ساتھ آنکھ لگ گئی اور خواب دیکھنے لگے بس شام کہاں ہونے پائی انتہا یہہ کہ ایک یا دو بجے ہوں گے۔ اور خواب میں جب مجلس کا ذکر کیا گیا ہے اوسمیں بھی وقت نہیں بتایا اوسکے بعد اب جب مکان کی تعریف کیگئی ہے یہان بھی یہہ نہیں کہا گیا کہ خواب دیکھتے دیکھتے شام ہو گئی یا خواب میں شام کا نظر آیا اور اوسوقت یا اوس عالم میں

یہہ مکان دیکھا پہر شام کی تعریف کیسی۔ (صادق بیانیوں مین تیری عیب کچہہ نہین) جس مکان مین یہہ عالم رویا مین بیٹھے ہوے تھے وہان دفعتاً ایک نور کا صاعقہ چمکا اور مکان ہمہ نور ہوگیا۔ قولہ "یہہ ذکر تھا کہ صاعقہ چمکا نور کا۔ وہ ہمہ نور رشک ہوا کوہ طور کا" جب پہلے ہی سے شام نہ تھی تو نور پہلے ہی شام کی تعریف کیون شروع کی گیا اوسی نور مین شام کا مادہ ملا ہوا تھا یا ضیا سے سیاہی آمیز تھی۔ یا وہان کا دن کالا اور شام نورانی ہوتی تھی۔ شاباش۔ مضمون نہ جاننے پاسے ع اس سے غرض نہین کہ روایت ضعیف ہو۔

بند مصرع ۱ "تبلا کہ ساتھ آل کے کسیا مین ذکر ہے"

اس جا کے لئے کسیا کا لفظ لانا نیا محاورہ ہے۔ کہیا ذکر ہے۔ یا کسی جا ذکر ہے یا کہیں ذکر ہے محاورہ ہے۔ کسیا مین ذکر ہے کہین دیکہا نہین گیا اگر کسی نے لکہا ہو تو یہہ مثال بتلا دیجئے۔ کوئی صاحب یہہ نہ تصور کرین کہ کیا الا کسیا پہ یا کسیا ہی لا ہین سکتا کیونکہ اسی بند مین لفظ کسیا قافیہ اور مین کا لفظ داخل ردیف ہے۔ چنانچہ توضیحاً نیچے کے مصرع بھی لکہدئے جاتے ہین۔ ۵ یسین مین ہے ذکر کہ طہٰ مین ذکر ہے تطہیر کی ہی آیہ و لا مین ذکر ہے۔

بند مصرع ۷-۱ "یکتا ہی حضرت احدی اہلبیت ہین" حضرت احدی کے یعنے خدا کے یکتا ہونا کوئی بات نہین ہے۔ خدا ہی مین یکتا ہونا سنا ہے اور نہ اس سے یہہ معنے نکل سکتے ہین کہ خدا کے پاس یکتا ہین۔

۷ ۸-۵ "اشتر سے تو گری تھی جو مابین راہ مین" خاص لفظ مابین کے بعد پہر مین کا لفظ زاید اور بیکار ہے۔ اگر کہین دیکہا ہو تو نظیر دیجئے مگر استاد مسلم الثبوت کی۔

۹-۱۰ اور ۲ "فرحت سے آنکھ کہل گئی سنکر یہہ خوش خبر۔ جاگی جو خواب سے تو کہا ہی یہ بدر" پہلے مصرع مین خوش خبری کو مخفف کرکے خوشخبر کہا ہے یا خبر خوش کی اضافت مقلوب ہے۔ بہرحال لفظ خوش خبر کی تشکیل چاہئے۔ اور دوسرا مصرع سرقہ ہونے پر بہی سست ہے۔ یہہ مصرع جناب سکینہ علیہ السلام کے خواب سے بیدار ہونے کے حال مین ہے۔ جناب میر صاحب قبلہ مرحوم نے اسی مقام پر فرمایا ہے کہ "آنکہونکو ملکے دیکہتی تہی وہ ادہر ادہر۔"

ظلمت تھہ تھی کہ کام نہ کرتی تھی کچھہ نظر ۔ مادر سے پھر لپٹ کے پکاری پدر پدر ۔
خدای سخن نے ایسی ہی لوگون کی خاطر فرمایا ہے کہ سے ہوتا ہے امیں خوان انصاف
مضمون میرے قتل ہور ہے ہین ۔

۱۰۳ ۔ ٹیپ | " رونق عطا ہو بزم عشرت شہ قین کو ۔ فرماؤ جلد زندہ حفاظت حسین کو "
یہہ ٹیپ خاتمہ کے بند کی ہے ۔ حفاظت حسین مرحوم انکے بھتیجے مشہور تھے جنکو مرکر
کئی سال کا عرصہ ہوتا ہے ۔ مگر کیا خوش اعتقادی ہے کہ اتبک مرحوم کے زندہ
ہونے کی دعائیں مانگی جارہی ہین اور ابھی پورے طور پر دفن تک نہین کیا
بلکہ فقط سونپ رکہا ہے ۔ واضح ہو کہ اس ٹیپ پر ہمین کوئی اعتراض نہین ہے بلکہ مشکلہ
پر خوش عقیدتے ظاہر کردینی منظور ہے سے تیری سمجہ کے آگے ناقص نہین عبارت
کو ہمسے حرف مطلب لکہنے مین رہگیا ہو ۔

ہین نے بالفعل جلدی کی وجہہ سے ان سرسری اعتراضونکو حوالہ قلم کر کے اپنی رائے ظاہر کردی ہے ۔ اگر مرثیہ
غور سے دیکہا جاتا اور وہ تمام اعتراضات جو اوسمین موجود ہین لکہے جاتے تو ایک چھوٹا سا دفتر ہو جاتا ۔ مرثیہ کا
تو یہہ حال ہے کہ سے ز فرق تا قدمش ہر کجا کہ می نگرم ۔ کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجا ست ۔
جلدی اس سبب سے کیگئی کہ زندگی کی مدت ایسی معین نہین ہے جس سے معلوم ہو سکے کہ فلان شخص
کبتک زندہ رہیگا ۔ بلکہ ثابت یہہ ہے کہ ضعیفی کے بعد کوئی عالم آنیوالا نہین ہے جیسا کہ طفولیت
کے بعد جوانی اور شباب کے بعد ضعیفی آتی ہے ۔ سن کہولت کے بعد اگر کوئی چیز آنیوالی ہے تو وہ موت
یہہ خیال اوس زمانہ سے اور بڑہ گیا جب کہ ہمارے سید غلام حسنین صاحب قدر بلگرامی کی تصانیف پر اعتراض قلمبند کئے گئے مگر قبل طبع
ہونے کے اونکا انتقال ہو گیا اور میری محنت لاحاصل ہی مین رہگئی ۔ لہذا ایسی مناسب سمجہا گیا کہ گو اعتراض تہوڑے
ہی ہون مگر جلد شایع کر دیئے جاویں آیندہ یار باقی صحبت باقی ۔ اگر اسکا جواب نکلیگا تو باقیماندہ اعتراض بھی
مین شریک کر دئے جاوینگے ۔ یہہ مرثیہ جسکی ۱۰۲ بند ہین خاص غلام علی صاحب جوش کے دست قلم کا
لکہا ہوا میرے پاس موجود ہے جس کسیکو اس میہہ مین شک واقع ہو اصل سے مقابلہ کرکے اپنا اطمینان کرلے
اسکی ایک نقل بخدمت غلام علی صاحب جوش کے پاس روانہ کیجاتی ہے فقط

سید ضمیر الحق وکیل مندرہ تخلص عرف میر علی نقی کمترین تلمیذ
حضرت سید اصغر حسین صاحب قبلہ ناجی تخلص ۔